روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

سوموار 6 مئی 2013ء 25 جمادی الثانی 1434 ہجری 6 ہجرت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 102

بھائی کو نہ اٹھاؤ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعه باب لایقیم الرجل اخاه حدیث نمبر:860)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

ایک صاحب بیان کرتے ہیں:۔

ایک بار مولوی نورالدین صاحب قادیان میں جب نئے نئے آئے تھے تو آپ کو کچھ روپے کی ضرورت پیش آئی آپ نے حضرت مسیح موعود سے تین سو روپیہ منگوایا اور پھر چند روز بعد جب آپ کے پاس روپیہ آ گیا تو واپس کر دیا۔ حضور کو جب پتہ لگا تو آپ نے وہ روپیہ واپس کر دیا۔ لکھا کہ میں ساہوکار نہیں ہوں جو ادھار روپے قرض دوں میں تو یہ سمجھا تھا کہ میرا مال آپ کا مال ہے اور آپ کا مال میرا ہے۔ (بدر 30 نومبر 1911ء)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی روایت کرتے ہیں:۔

مجھے پان کھانے کی عادت تھی۔ میں ایک دفعہ سیر کو حضور کے ساتھ گیا۔ آپ نے بھی از راہ نوازش پان طلب کیا۔ پان میں زردہ تھا۔ اس سے حضور کو تکلیف ہوئی اور دور جا کر قے کی میں سخت شرمندہ ہوا اور میں نے قلبی تکلیف محسوس کی۔ آپ نے میری تکلیف کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے پان نے تو دوا کا کام دیا۔ طبیعت ہلکی ہوگئی۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور یہ چشم پوشی۔ بجائے عتاب کے میرے غم کو دور کرنے کی فکر میں لگ گئے۔

(الحکم قادیان مارچ 1935ء)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی لکھتے ہیں:۔

پنڈت جے کشن صاحب قادیان میں ایک معمر آدمی ہیں انہوں نے ایک دفعہ مجھے سنایا پنڈت لچھمن داس نے حضرت صاحب کے پاس جا کر کہا کہ مرزا جی فلاں فلاں دوست ادھر تو آپ سے بہت فوائد حاصل کرتے ہیں اور ادھر جب بازار میں جاتے ہیں تو آپ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے جواباً فرمایا کہ پنڈت صاحب! ہماری مثال تو بیری کی سی ہے کہ لوگ آتے ہیں اسے ڈھیلے بھی مارتے ہیں اور بیر بھی لے جاتے ہیں۔

(الحکم قادیان 21 مئی 1934ء)

قادیان کے کنہیا لعل صراف کا یہ بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) کو بٹالہ جانا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ یکہ کرا دیا جائے۔ حضور جب نہر پر پہنچے تو آپ کو یاد آیا کہ کوئی چیز گھر میں رہ گئی ہے۔ یکے والے کو وہاں چھوڑا اور خود پیدل واپس تشریف لائے۔ یکے والے کو پل پر اور سواریاں مل گئیں اور وہ بٹالہ روانہ ہو گیا اور مرزا صاحب غالباً پیدل ہی بٹالہ گئے تو میں نے یکہ والے کو بلا کر پیٹا اور کہا کہ کم بخت! اگر مرزا نظام دین ہوتے تو خواہ تجھے تین دن وہاں بیٹھنا پڑتا تو بیٹھتا لیکن چونکہ یہ نیک اور درویش طبع آدمی ہے اس لئے تو ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جب مرزا صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا۔ وہ میری خاطر کیسے بیٹھا رہتا اسے مزدوری مل گئی اور چلا گیا۔ (حیات طیبہ ص 16)

ایک قوم

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"آخری دنوں میں..... دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا..... اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دور ہو جائے گا اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائے گی۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 83)

(بسلسلہ فیصلہ جات شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ضرورت اساتذہ

نظارت تعلیم کو کامرس، آرٹس اور سائنس کی ڈگری کلاسز کو پڑھانے کے لئے ایم فل اور ماسٹر کی تعلیمی قابلیت رکھنے والی تجربہ کار خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ڈگری کلاسز کو پڑھانے کا زیادہ تجربے والی خواتین کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند خواتین درخواست جمع کروا سکتی ہیں درخواست دینے کے لئے ایک سادہ کاغذ پر ناظر صاحب تعلیم کے نام اپنی تمام تعلیمی اسناد اور شناختی کارڈ کی نقول اور نظارت تعلیم کے شائع شدہ ملازمت کے فارم پر صدر/ امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ درخواست جمع کروائیں۔ نظارت تعلیم کے شائع شدہ فارم پر مکمل کوائف نہ ہونے کی صورت میں درخواست پر کارروائی نہ کی جائے گی۔ درخواست فارم نظارت تعلیم کے دفتر یا ویب سائٹ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(نظارت تعلیم)

مکرم عطاء الرحیم جاوید صاحب۔امریکہ

الفضل۔ایک سدا بہار درخت

الفضل اخبار ایک صدی سے جاری ہے اور ہر روز تازہ بتازہ پھل دیتا چلا آرہا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہر زمانہ میں مخالفتوں اور اندھیوں کے باوجود جاری رہا اور انشاءاللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔

اگر ہم اس کے بابرکت اثمار کو شمار کرنے لگیں تو میرے خیال میں اس کے لئے زیادہ صفحات درکار ہوں گے۔اس کے چند اثمار اور خزائن کا ذکر کروں گا تا کہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ یہ ایک معمولی اخبار نہیں بلکہ ایک روحانی مائدے کے طور پر بہت سے روحانی اور انمول خزائن اپنے اندر رکھتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے کئی احباب کی حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات تک بذریعہ کتب رسائی نہ ہوسکتی ہو مگر الفضل کے ذریعہ سے ہم اس سے روزانہ مستفید ہوتے ہیں۔اس لئے ہمیں اسے باقاعدہ پڑھنا چاہئے تا کہ مسیح وقت کے ارشادات کا علم ہو سکے اور اس سے ہمارے ایمان کو تقویت حاصل ہو۔حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ خزائن ہیں جو اس دور میں مسیح تقسیم کرے گا اور لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔اس اخبار کے ذریعہ ہم روزانہ خلیفہ وقت کے قیمتی ارشادات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔اب تو الفضل تک رسائی حاصل کر کے انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ساری دنیا میں روزانہ اس مائدہ سے مستفید ہو رہے ہیں۔

حضور کی جملہ مصروفیات، خطبات اور تقاریر الفضل کے ذریعہ احباب کو اس علم ہوتا ہے۔بچپن سے اب تک الفضل میرے مطالعہ میں رہا ہے اور میں نے اسے اپنے ازدیادِ علم کے لئے بہت مفید پایا ہے۔یہ ایک روحانی مائدہ ہے جس سے ہم روزانہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

الفضل ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بہت سی دینی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔قرآن مجید کے علوم و معارف کا ادراک حاصل ہوتا ہے اسی طرح احادیث میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سنہری ارشادات کا علم ہوتا ہے۔اگر صحیح معنوں سے ہم اس اخبار سے فائدہ اٹھائیں اور بچوں کو ان مضامین سے آگاہ کرتے رہیں تو یہ ان کی تربیت کا ذریعہ ہوگا۔

یہ ایک ایسا درخت ہے جو ہر موسم میں تازہ بتازہ روحانی پھل دیتا رہتا ہے۔خدا کرے کہ یہ درخت ہمیشہ زندہ رہے اور اپنے اثمار سے جماعت کا ایمان بڑھاتا رہے۔آمین

مکرم مظفر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ

بیکیرو، پاراکوریجن بینن میں بیت الذکر کا افتتاح

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو پاراکوریجن کی جماعت بیکیرو میں بیت الذکر کی تعمیر کی توفیق ملی۔اس گاؤں کے افراد کو چند سال پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی قبولیت احمدیت کے بعد اس جماعت کے افراد اخلاص میں بڑھتے گئے مالی قربانی اور جماعتی جلسوں میں شمولیت میں پیش پیش ہیں۔

مخالفینِ احمدیت ان نومبائعین کے پاس مسلسل جاتے رہے مختلف قسم کے لالچ دیئے جاتے رہے کہ آپ احمدیت چھوڑ دیں تو یہاں پانی کا کنواں کھدوا دیں گے اور نئی مسجد تعمیر کر کے دیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان نومبائعین نے ثابت قدمی دکھائی اور ہر قسم کی لالچ کو ٹھکرا دیا ان کے ایمان کو جلاء بخشنے اور محبت الٰہی کی پیاس بجھانے کیلئے یہاں بیت الذکر کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔

10 فروری 2013ء کو اس گاؤں میں بیت الذکر کے سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔اس تقریب میں مخالف علماء نے جماعت کے خلاف پروپیگنڈا کیا اس علاقہ کی انتظامیہ اور اس جماعت کے افراد کو تعمیر سے روکنے کی کوشش کی اور اس علاقہ کے امام نے اعلان کیا کہ ہم اس بیت الذکر کی تعمیر کو رکوا کر دم لیں گے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے بیت الذکر کی تعمیر مکمل ہوئی اور مخالفین احمدیت کو ذلت اور ہزیمت اٹھانی پڑی۔

یکم اپریل 2013ء کو بیت الذکر کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن تھے۔

تلاوت قرآن کے بعد مقامی صدر صاحب نے افراد جماعت اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اس بیت الذکر کی تعمیر کی توفیق دی۔پاراکو جماعت کے صدر صاحب نے اپنی تقریر میں حاضرین اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اس علاقہ میں احمدیت کا نفوذ اور جماعتی ترقیات کے بارے میں بتایا۔

MAEP تنظیم کے نائب صدر نے جماعت کو اس علاقہ میں بیت الذکر تعمیر کرنے پر مبارک باد دی اور کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ نے اس علاقہ میں بیت الذکر تعمیر کی انہوں نے کہا کہ اس بیت الذکر کی تعمیر کو رکوانے کی کوشش کی گئی لیکن ہم نے جماعت کا ساتھ دیا اور مخالفین کو ناکامی ہوئی۔

نائب امیر صاحب نے اپنی تقریر میں بیوت الذکر کی غرض و غایت اور انہیں آباد کرنے کے بارے میں بتایا اور احباب کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی۔

حکومتی انتظامیہ کے نمائندہ نے جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اس گاؤں میں جماعت نے خوبصورت بیت الذکر تعمیر کی ہے انہوں نے جماعت کو علاقہ میں خوش آمدید کہا۔

مکرم امیر صاحب بینن نے اپنی تقریر میں الٰہی جماعتوں کی مخالفت اور خدا کی نصرت کے بارے میں بتایا۔ نیز جماعت کی غرض و غایت اور آمد حضرت مسیح موعود کے بارے میں بتایا۔

بیت الذکر کا مسقّف حصہ 8 میٹر چوڑا اور 10 میٹر لمبا ہے اس بیت الذکر کے دو مینار ہیں بیت الذکر پر لا الہ الا اللہ تحریر ہے اس بیت الذکر میں کل 100 سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے اس بیت الذکر کی تعمیر میں مقامی جماعت نے چھت کے لئے لکڑی مہیا کی اور تعمیر کے دوران پانی مہیا کیا مقامی خدام، انصار نے وقارعمل کے ذریعے تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔

اس تقریب میں علاقہ کے معززین شہری انتظامیہ کے نمائندگان اور 8 جماعتوں کے افراد نے شرکت کی۔کل حاضری 290 رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بیت الذکر کو لوگوں کی ہدایت اور جماعت کی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود کا عشق رسولؐ

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی خدمت میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے (سابق مولوی رحیم بخش) نے حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل زندگی سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

والد صاحب ہر وقت دین کے کام میں لگے رہتے تھے گھر والے ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ گاؤں والوں کو بھی ان پر پورا اعتبار تھا شریک جو ویسے مخالف تھے ان کی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے ہر شخص ان کو امین جانتا تھا............ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری............ ایک بات میں نے خاص طور پر یہ دیکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو بس والد صاحب کو عشق تھا ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔

(سیرت المہدی حصہ اول طبع ثانی صفحہ 219)

بچوں کے ہم مزاج ادویات

ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل سے ماخوذ۔

"سائنا بچوں کی دوا ہے اور پیٹ کے کیڑوں کے لئے مشہور ہے۔اس کے مزاج کی خصوصیت بدمزاجی ہے۔اس کے مریض بچے چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں، کوئی چیز انہیں خوش نہیں کرسکتی، بہت حساس ہوتے ہیں، یہ زودحسی صرف مزاج کی ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کی جلد بھی بہت زود حس ہو جاتی ہے۔مریض نہ کسی کو اپنے قریب آنے دیتا ہے اور نہ ہی کسی کو چھونے دیتا ہے۔اگر ذرا سا بھی ہاتھ لگ جائے تو سخت برا مناتا ہے۔کوئی اجنبی آجائے تو اس سے بھی بہت گھبراتا ہے۔کیموملا کے مریض کی طرح یہ طرح طرح کی فرمائشیں کرتا ہے لیکن جب فرمائش پوری کر دی جائے تو اپنی مانگی ہوئی چیز پرے پھینک دیتا ہے۔اگر کوئی اسے ٹکٹکی لگا کر دیکھے تو ناراض ہو جاتا ہے"۔ (صفحہ:295)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

محترم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب

اپنے شاہ جی ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد کی سناؤنی بھی آگئی۔ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں۔ کئی دنوں سے ان کی علالت کی خبرای میل پر چل رہی تھی دوست احباب شاگرد سب ان کے لئے دعائیں کررہے تھے مگر ہونی تھی ہوکر رہی اس پر کسی کا بس نہیں! نہ ان کی علالت کی تفصیل کا علم ہے مگر انجام سے تو کوئی بے خبر نہیں۔ آخر کو یہی ہونا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک نفس، متواضع، مخلص، نافع الناس اور متوکل وجود کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ کچھ دن پہلے ایم ٹی اے پر شاہ جی کا کوئی پرانا انٹرویو چل رہا تھا اس میں بھی وہ کچھ کمزور اور ناتواں سے لگے تھے مگر ہم نے اسے عمر کا تقاضا ہی جانا مگر ان کی شخصیت کا بانکپن اس انٹرویو میں نہیں تھا۔ وہ انٹرویو دیکھ کر دل سے دعا نکلی کہ اے باری تعالیٰ ہمارے کالج کے زمانے کے شاہ جی ہمیں لوٹا دے۔ وہ ہنستے بولتے شاہ جی۔ جو طلبا میں رفقاء میں یکساں مقبول تھے جدھر سے گزر جاتے لگتا تھا تازہ ہوا کا جھونکا گزر گیا ہے۔ ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد کالج کے قدیمی اساتذہ میں سے تھے۔ قادیان کے زمانہ سے شاہ جی کالج کے سٹاف پر آگئے تھے پھر ربوہ میں تو کالج کے قومیائے جانے تک سٹاف پر رہے اور اسی ''جرم'' کی سزا بھی پائی مگر ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی۔

ہم نے شاہ جی کو کالج میں داخل ہونے کے پہلے کے زمانے سے جاننا شروع کیا کیونکہ ان کی سائنس کی درسی کتابیں یونیورسٹی کے نصاب میں شامل تھیں اور تعلیمی حلقوں میں ایس ایم شاہد کا نام بڑا نام تھا اور سارے پنجاب میں ایک ہی یونیورسٹی تھی پنجاب یونیورسٹی جس میں ان کی درسی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی تھیں۔ اس لئے سائنس پڑھنے والے طلبا سب سے پہلے جس نام سے آشنا ہوتے تھے وہ ایس ایم شاہد کا نام تھا۔ سائنس سے ہمیں کوئی مناسبت کسی زمانے میں بھی نہیں رہی مگر سائنس والوں کے ساتھ ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشگوار ہے۔ ہمارے دوستوں میں سائنس پڑھنے والے اور پڑھانے والے بہت تھے۔ پھر ہمارے کالج کے سائنس پڑھانے والوں میں اور دوسرے کالجوں کے سائنس پڑھانے والوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ہمارے یونیورسٹی کے ایک مرحوم استاد کیمسٹری والوں سے بہت چڑتے تھے ان کا مقولہ تھا کہ ہمہ وقت بدبو میں گھرے رہنے والا کیمسٹری کا استاد کبھی کوئی خوشبودار بات برداشت کرسکتا ہے نہ کرسکتا ہے۔ خدا معلوم ان کا یہ تجربہ اتنا تلخ کیوں تھا مگر ہمارے کیمسٹری والے اساتذہ خان حبیب اللہ خاں ہوں یا ایس ایم شاہد یا اپنے مبارک احمد انصاری صاحب پھولوں کی طرح مہکتے تھے جدھر جاتے تھے ان کی شخصیت کی خوشبو دور دور تک پھیل جاتی تھی۔ اب ان کیمسٹری والوں میں صرف استاذی مبارک احمد انصاری رہ گئے ہیں یا ان کے بھائی رفیق احمد ثاقب۔ اللّٰھم متعنا بطول حیاتھم۔

ہم نے پہلی بار اس مشہور و معروف آدمی کو ربوہ میں دیکھا تو ذرا یقین نہ آیا کہ وہ یہ وہی مشہور و معروف پروفیسر ہے جس کی کتابیں یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہیں اور لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا کہ سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک نوجوان سا آدمی ایک ننھی منی بیٹی کی انگلی پکڑے سبزی خرید رہا ہے کوئی اکڑفوں اس میں نہیں کہ پروفیسر ہے اور مشہور پروفیسر ہے۔ وہ ننھی منی بیٹی ہمارے ہی محلّہ میں پلی بڑھی اور پھر اپنے ابا کے سکول کی پرنسپل بنی۔ اس کے بھائی تو اللہ میاں نے بہت بعد کو دئے۔ شاہ جی کی بیٹی بشریٰ ہماری بڑی بیٹی کی ہم عمر ہے۔ راشدہ شاہ جی کی لاڈلی بیٹی رہی ہے اور ہے۔ اب آخری بیماری میں بھی اسی کے حوالہ سے شاہ جی کی خیر خیریت کی خبر ملتی تھی۔ شاہ جی میں اور ہمارے مابین ایک قدر مشترک بھی ہے کہ قبلہ شاہ جی بھی اپنے لباس کی طرف سے لا پروا تھے جو ملا پہن لیا۔ محلّہ میں تو ان کا یہی چلن تھا البتہ کالج میں بشرٹ اور پتلون پہنتے تھے۔ کبھی کبھار سوٹ بھی زیب تن فرماتے تھے۔ پی ایچ ڈی کرنے کے لئے کالج میں سے سب سے پہلے شاہ جی ہی لندن گئے واپس آئے تو خیال تھا کہ ڈاکٹر ایس ایم شاہد اب تو سوٹ بوٹ میں ملبوس رہا کریں گے مگر نہیں شاہ جی وضع دار تھے اپنی وضع پر قائم رہے۔ اپنے خرچ پر پی ایچ ڈی کرنے گئے تھے اور اپنے حال میں مست رہے اور اپنا کام مکمل کرکے واپس آئے۔ وہاں ولایت میں بھی مشن ہاؤس سے رابطہ استوار رکھا اور باقاعدہ وقت دیتے رہے۔ اپنے مخصوص انداز میں اس زمانے کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ پھر مدتوں بعد اپنے بیٹے کو لندن یونیورسٹی میں داخل کروانے آئے تو مشن ہاؤس میں ملاقات ہوگئی ہم نے کہا شاہ جی جوانی کو یاد کرنے آئے ہیں! فرمانے لگے دعا کریں یہ بچہ ہماری جوانی کے زمانے جیسے مسائل سے عہدہ برآ ہوسکے۔ مگر شاہ جی کے صاحبزادے شاہ جی کی طرح سختیاں جھیل نہ سکے ہوں گے غالباً پی ایچ ڈی تو نہ کرسکے کوئی چھوٹا موٹا ڈپلومہ ضرور لے گئے ہوں گے مگر ہمارا ان سے رابطہ نہیں رہا۔ شاہ جی جیسی اولوالعزمی اور ثابت قدمی وہ کہاں سے لاتے؟

کالج کے سٹاف پر ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد خاصے سینئر سٹاف ممبر تھے۔ کبھی کبھار پرنسپل کی قائمقامی کرنا پڑتی تو پرنسپل کی کرسی پر یوں بیٹھتے جیسے زبردستی بٹھائے گئے ہیں۔ یہی حال میاں عطاء الرحمٰن صاحب کا تھا پرنسپل کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے شرماتے تھے۔ کالج کے قومیائے جانے کے بعد شاہ جی پر بہت سختیوں کے زمانے آئے ادھر ادھر تبادلے اور ان کے مرتبے سے فروتر جگہوں پر ان کی تعیناتی ہوتی رہی مگر جھیل گئے۔ حالانکہ کالجوں کے قومیائے جانے کے وقت ان کا شمار پنجاب کے سینئر ترین اساتذہ میں تھا۔ حق تلفی کے کڑوے گھونٹ انہیں بھی پینا پڑے۔

اسی زمانے میں آپ نے سکول کی بنیاد رکھی اور اس کو محکم ادارہ بنا دیا۔ غالباً ایک انٹر کالج بھی شاہ جی کھولنا چاہتے تھے شاید کھولا بھی ہو مگر وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی؟ کا مضمون انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ یہ ادارے کسی مالی منفعت کے لئے نہیں کھولے گئے ان کے اندر کام کرنے کی جو لگن تھی اور کچھ کر گزرنے کی جو دھن تھی یہ سب اس کا کرشمہ تھا کہ شاہ جی ضعیف العمری میں بھی چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔

شاہ جی طبیعت کے دھیمے تھے جونیئر سٹاف سے بات کرتے وقت تو ان کا لہجہ اور زیادہ مربیانہ اور دوستانہ ہو جاتا تھا۔ طلباء تو ان کے ساتھ یک گونہ بے تکلفی بھی برت لیتے تھے مگر ان کے ماتھے پر کبھی کوئی شکن نہ آتی۔ یونین کے انچارج تھے تو عہدیداروں سے برابر کی سطح پر ملتے اور بات کرتے تھے۔ ہم نے کبھی ان کو طلبا کے بارے میں سختی کا رویہ اپناتے نہیں پایا۔ اگر کوئی طالب علم کسی قصور کے سلسلہ میں ان کے سامنے پیش ہوتا تو پہلے تو اس کے ساتھ ہمدردی کرتے کہ ''ڈبّی! تم نے یہ کام کیوں کیا؟'' یہ ڈبّی کا لفظ پنجابی کا بڑا پیار آمیز لفظ ہے جس میں باپ کی شفقت بھی شامل ہے بڑے بھائی کا پیار اور سرپرست کی سرزنش بھی۔ پھر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے اسے سمجھاتے اور وہ شرمندہ ہوکر معافیاں مانگنے لگتا۔ ہم نے شاہ جی کو جرمانوں سے اصلاح کرتے نہیں دیکھا پیار سے بے راہ رووں کو سیدھی راہ پر لاتے دیکھا ہے۔ سائنس ہم نے ان سے پڑھی نہیں ان سے کیا کسی سے بھی نہیں پڑھی اس لئے ان کی درسی یا غیر درسی کتب سے استفادہ کا موقع نہیں ملا ہاں ہم نے شاہ جی سے طلبا کو رام کرنے کا ہنر سیکھا ہے۔ بچوں کو محبت دوگے تو محبت پاؤگے۔

سٹاف میں شاہ جی کی دوستی تو سب سے تھی مگر بے تکلفی ایک دو دوستوں سے ہی تھی ایک تو اپنے ظفر احمد وینس تھے جو پی ایچ ڈی کرنے گئے تو کالج سے ہی گئے یا ان کے اور ہمارے محلّہ دار اپنے برادرم چوہدری حمید احمد سے تھی۔ باقی دوستوں سے سٹاف میں اس طرح بے تکلف نہ ہوتے تھے۔ اور تو اور ہمارے چوہدری عطاء اللہ صاحب فارسی والے بھی ان کے بے تکلف دوستوں میں تھے مگر چائے شاہ جی کو بھی نہیں پلاتے تھے۔ جس دن اپنے شریف خالد مرحوم نے سٹاف روم میں اعلان کیا کہ انہوں نے سائیکل بیچ کر بھینس خرید لی ہے ظفر وینس صاحب نے پھبتی کسی لو گو اب کل سے شریف خالد صاحب بھینس پر سوار ہوکر کالج آیا کریں گے ابھی یہ اعلان جاری تھا کہ شاہ جی کسی کام سے اچانک سٹاف روم آگئے پوچھنے لگے کیا اعلان ہو رہا ہے؟ ظفر صاحب نے کہا شریف خالد صاحب نے سائیکل بیچ کر بھینس خریدی ہے اس کا تذکرہ ہے۔ شاہ جی کہنے لگے خوش قسمت ہیں۔ میں تو اپنی سائیکل بیچوں تو اس سے بکری بھی نہ خریدی جائے۔ ظفر وینس صاحب کہاں چپ رہتے کہنے لگے نہ شاہ جی نہ! یہ کام نہ کیجئے گا آپ بکری پر سوار ہوکر کالج نہ آسکیں گے ہاں آپ کے بیٹے کے عقیقہ میں ضرور کام آسکے گی۔ ہمارے کالج کے سٹاف روم میں اس طرح کا بے ضرر پاکیزہ مزاح چلتا رہتا تھا۔

کالج کے میگزین المنار میں قبلہ شاہ جی کا ایک مضمون چھپا۔ اس مضمون نے کالج میں قیامت برپا کردی مضمون تھا شادی کے بارے میں۔ ادھر المنار چھپ کر آیا ادھر شادی آگ بگولہ۔ کہ شاہ جی کو ہمت کیسے ہوئی کہ وہ میرے بارے میں ''لکھیں''۔ شادی پرانے خیالات کا ان پڑھ آدمی تھا اس کو ناراض کرنے کو اتنی بات ہی کافی تھی کہ کسی نے اس کے بارے میں لکھا ہے اور وہ المنار میں چھپا ہے اس کا خیال تھا کہ چھپتی وہی بات ہے جو اچھی نہ ہو ہم لوگوں نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ شادی شاہ جی نے تمہاری بہت تعریف کی ہے اس کا جواب تھا تو کاغذ کالا کرکے میرا منہ کالا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس معاملہ نے بہت طول کھینچا۔ شاہ جی کئی دن شادی سے منہ چھپاتے پھرے پھر ایک دن حضرت پرنسپل صاحب نے شادی کا غصہ رفع کیا اور شاہ جی کا قصور معاف کروایا مگر شادی کا دل بہت بعد کو جاکر صاف ہوا۔ شاہ جی فرمایا کرتے تھے شادی کی بے تکلفی کی بات کو جی ترس گیا ہے خدا معلوم کب اس کا غصہ فرو ہوگا ایک دن سٹاف روم میں شاہ جی بیٹھے تھے کہ شادی نے انہیں مخاطب کرکے کہا شاہ جی اب دوبارہ نہ لکھنا شادی کی یہ بات سن کر شاہ جی کی باچھیں کھل گئیں فرمانے لگے اب شادی کی ناراضگی دور ہوئی ہے اور اٹھ کر شادی کو گلے سے لگالیا۔ دونوں کے دل صاف ہوگئے۔

ہمارا سائنس کے سٹاف کے ساتھ تعلقات کا

دائرہ دوسرا تھا نصیر صاحب تھے یا بیالوجی والے حبیب الرحمٰن شاہ اور پروفیسر شریف خاں۔اس لئے شاہ جی سے ہمارے تعلقات یا محلّہ داری کے رہے یا سینئر سٹاف کے یونین کے ناطے سے بھی۔ شاہ جی کی عدم موجودگی میں ہمیں کام کرنا پڑا ہمیں یاد نہیں پڑتا کہ شاہ جی نے کبھی تف بھی کی ہو۔ ادب کا بڑا صاف ستھرا ذوق رکھتے تھے۔مضمون وغیرہ بھی لکھتے تھے مگر ان کا میدان اور تھا۔

سرگودھا بورڈ کے سینئر ممتحن اور پرچے بنانے والے شاہ جی بھی تھے اور ہم بھی۔اس سلسلہ میں کبھی کبھار بورڈ کی میٹنگز میں ہم اکٹھے ہوجاتے تو بڑا لطف رہتا۔شاہ جی تو اتنے سینئر تھے کہ امتحانی سنٹرز کی انسپکشن کے لئے بھیجے جاتے۔شاہ جی آرام سے بسوں پر سفر کرتے ہوئے سنٹرز میں جا پہنچتے کسی کو سان گمان بھی نہ ہوتا کہ یہ سادہ سے لباس میں خراماں خراماں آنے والا شخص سنٹر کا انسپکٹر ہے۔ایک بار خود اپنے کالج کے امتحانی سنٹر کے انسپکٹر کے طور پر بھی مقرر ہوئے حالانکہ عام طور پر خود اپنے ہی کالج کے اساتذہ کو اپنے ہی کالج میں مقرر نہیں کیا جاتا۔فیصل آباد کے ایک کیمسٹری کے استاد امتحانی سنٹر کے نگران تھے۔اس نے شاہ جی کو ہال کے اندر آتے دیکھا تو سمجھا شاہ جی ازراہ مروت اپنے کیمسٹری کے رفیق کار کو ملنے آئے ہیں مگر جب شاہ جی نے آتے ہی سنٹر کا ریکارڈ مانگا تو وہ حیران رہ گئے۔شاہ جی نے پورا پورا معائنہ کیا اور کوئی رو رعایت روا نہیں رکھی۔ہاں عملی امتحانات میں شاہ جی طلباء پر مہربان رہتے تھے فرماتے تھے ہماری ایک آدھ نمبر کی خِست سے بچے کی ڈویژن متاثر ہوسکتی ہے اس لئے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے تھے اسی لئے جس سنٹر میں شاہ جی جاتے وہاں کے لڑکے ان سے بہت خورسند رہتے مگر ناجائز رعایت انہیں نہ آتی تھی نہ کرتے تھے نہ اپنے کالج میں آنے والے ممتحنوں سے توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کے طلبا کو ناجائز رعایت دیں گے۔

تعلیم الاسلام کالج ان کالجوں میں تھا جو ہمیشہ سے پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کے شروع کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ عربی فزکس اور کیمسٹری تین مضامین ایسے تھے جن میں پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کے آغاز کے انتظامات ہو رہے تھے۔ نئے کیمپس میں فزکس کے ساتھ اوپر کی منزل کیمسٹری کی پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کے لئے بنائی گئی تھی۔یونیورسٹی یا حکومت کی جانب سے جتنے بھی کمیشن کالج کی موزونیت کے معائنہ کے لئے آتے تھے ان میں عربی فزکس اور کیمسٹری تینوں مضامین کے ماہرین شامل ہوتے تھے اور ہر کمیشن کی متفقہ رپورٹ یہی ہوتی تھی کہ کالج میں مناسب عمارت، تربیت یافتہ سٹاف، لائبریری اور لیبارٹریاں موجود ہیں اور تینوں مضامین کا سٹاف اپنے مرتبہ میں اعلیٰ درجہ کا ہے۔عربی اور فزکس کی کلاسیں شروع ہوگئیں مگر کیمسٹری کی کلاسوں میں کوئی روک پڑگئی اور پھر کالج قومی تحویل میں آگیا اس کے بعد کا حال سب کے سامنے ہے۔عمارتیں اور ادارے صرف اینٹوں کا نام نہیں ہوتے اب تو اینٹیں بھی نہیں رہیں۔پاکستان میں صرف تعلیم الاسلام کالج ہی ایسا ادارہ ہے جس کو محض تعصب کی بنا پر قومی تحویل سے رہا نہیں کیا جاتا ورنہ کئی ادارے واپس کئے جاچکے ہیں۔اپنے نصیر خاں صاحب اور صوفی صاحب تو یہ غم لئے ہوئے اس جہاں سے گزر گئے اب شاہ جی یہ داغ اپنے سینے پر لئے گزر گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان بے لوث کارکنوں کی خدمات کا اجر ضرور دے گا۔

شاہ جی کا اٹھ جانا صرف کالج کے طلبا کے لئے ہی نہیں پاکستان کے نظام تعلیم کے لئے ایسا صدمہ ہے جسے مدتوں بھلایا نہیں جاسکے گا۔خدا کرے ان کی آل اولاد میں شاہ جی کی فروتنی علم دوستی اور مسکراہٹوں کی روایت قائم رہے۔

❁......❁......❁

مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب

مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب نمبردار 38 جنوبی سرگودھا

مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب نمبر دار چک نمبر 38 جنوبی ضلع سرگودھا قریباً 95 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔آپ غوث گڑھ ریاست پٹیالہ کے مکرم چوہدری نور محمد صاحب نمبردار رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سفید پوش کے چھوٹے بھائی تھے۔ بہت بہادر اور دلیر انسان تھے۔قریباً 20 سال کی عمر میں 1938ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہمارے گاؤں غوث گڑھ تشریف لائے تھے، انہوں نے تین نوجوانوں کے ساتھ مکرم عبدالقدیر صاحب کو بھی فرقان فورس کے لئے بھرتی کیا۔

چوہدری صاحب کا جماعت احمدیہ غوث گڑھ پر ایک بہت بڑا احسان ہے اس کا مختصر تذکرہ کچھ اس طرح ہے۔اگست 1947ء میں جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا اور لوگ مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب ہجرت کرنے لگے تو افواہ پھیلائی گئی کہ ہندوستان کی ریاستوں کا بٹوارہ نہیں ہوگا ہمارا گاؤں غوث گڑھ بھی ریاست پٹیالہ میں تھا اس لئے لوگ یہ خیال کر کے کہ اس علاقہ کے لوگوں کو اپنے گھر بار اور علاقہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اردگرد کے رشتہ دار غوث گڑھ میں جمع ہوگئے۔غوث گڑھ کی بیشتر آبادی جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی تھی جو حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔اردگرد کے رشتہ دار بھی یہاں جمع ہوگئے اس امید پر کہ انہیں اپنا علاقہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ دوسرے لوگ پاکستان جانے کے لئے لودھیانہ کیمپ کی طرف ہجرت کررہے تھے مگر غوث گڑھ لے لوگ اس موہوم امید پر کہ انہیں اپنے گھر بار نہیں چھوڑنے پڑیں گے اپنے گھروں میں مقیم رہے۔اگرچہ بعض علاقوں سے اس کے متضاد خبریں بھی آرہی تھیں گومگو کی کیفیت تھی اور واضح کوئی خبر بھی نہیں مل رہی تھی۔

اس کیفیت میں مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب غوث گڑھ کے قریبی گاؤں ''سیریاں'' گھوڑی پر سوار کسی صورت حال کا پتہ لینے کے لئے چلے گئے۔بات دراصل مختلف تھی پٹیالہ کے سکھ اہلکار اگلے ہی روز غوث گڑھ پر حملہ کرنے والے تھے اور ان کا پروگرام تھا کہ کسی فرد کو بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔چوہدری صاحب جس وقت سیریاں پہنچے تو سکھوں کا جمگھٹا جو ایک حویلی میں تھا اچانک باہر نکل آیا۔انہوں نے چوہدری صاحب کو گھوڑی سے اتار لیا اور ان کے پیٹ میں برچھا مارا۔خون کا ایک فوارہ نکلا مگر چوہدری صاحب نے اپنے اوسان خطا نہیں کئے۔اپنا کپڑا کس کے اس زخم پر باندھ کر اپنے گاؤں کی طرف دوڑ لگا دی۔تقریباً 2 میل کا فاصلہ طے کرکے غوث گڑھ کے چوک میں پہنچ کر گر گئے اور لوگوں کو اطلاع کردی کہ اسی وقت گاؤں خالی کردیں اور لودھیانہ کیمپ جو یہاں سے 20 میل کے فاصلہ پر تھا پہنچ جائیں ورنہ خیر نہیں زخم بہت گہرا تھا علاج کی صورت نہ تھی گاؤں خالی ہوچکا تھا اور اردگرد کی پبلک گاؤں کو لوٹنے میں مصروف تھی۔اس دوران حضرت حکیم عبدالرحمان شاہ صاحب کو جو حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے اور ان کا غوث گڑھ میں مطب تھا، نے 2 جوانوں کو خطرے میں ڈال کر اپنی دکان سے مطلوبہ دوائیں منگوائیں اور خدا کا نام لے کر علاج شروع کردیا۔سفر اور دواؤں کی عدم دستیابی مگر خدا کا فضل ہوا کہ چند دنوں میں شفا ہوگئی، نہ صرف شفا ہوگئی بلکہ خدا تعالیٰ نے عمر میں بھی غیر معمولی برکت دے دی۔اس حادثہ کے وقت ان کی عمر 29 سال کے قریب تھی۔جو بڑھ کر 95 سال ہوگئی۔

چوہدری عبدالقدیر صاحب کی اطلاع بالکل درست تھی اگلے دن سکھوں کی گارد اسلحہ سے لیس ہوکر غوث گڑھ پر حملہ کے لئے پہنچ گئی۔مگر گاؤں تو رات ہی خالی ہوچکا تھا۔برسات کا موسم، کچے راستے اور رات کے اندھیرے میں وہ گاؤں سے زیادہ دور نہ جاسکے اور صرف 2 میل کے فاصلے پر اگلے دن علی الصبح روانہ ہونے کے لئے اپنا پڑاؤ ڈالا۔سکھوں نے گاؤں میں پہنچ کر چماروں کو اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا کہ یہ لوگ کس طرف گئے ہیں؟ مگر کسی نے ان کو نہیں بتایا۔ایک چمار بنام آتمارام نے آگے بڑھ کر اپنے پیٹ پر سے قمیض کا پلو اٹھا دیا اور ان سے کہا کہ بے شک میرے پیٹ میں گولی ماردیں مگر ہم یہ مخبری نہیں کرسکیں گے کہ وہ کدھر گئے ہیں، ہم نے ساری عمر ان کے گھروں کا نمک کھایا ہے ہم بے وفائی نہیں کرسکتے۔اس پر انہوں نے اسے بہت زدوکوب کیا اس دوران ایک اور چمار سامنے آیا اور اس نے کمال ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے ان کو مخالف سمت میں ڈال دیا۔کافی وقت ضائع کرنے کے بعد وہ پھر گاؤں کی طرف لوٹے۔جب ان کو صحیح صورت حال کا علم ہوا تو قافلہ کافی دور جاچکا تھا اور ان کی دست بُرد سے باہر ہوگیا تھا۔

دراصل یہ ان دعاؤں کا نتیجہ تھا جو جماعت احمدیہ غوث گڑھ، سیدنا حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت حکیم عبدالرحمان شاہ صاحب کی اقتداء میں خانہ خدا میں مسلسل کررہی تھی۔ مجھے یاد ہے ہمارا بچپن تھا ہم بچے بھی نماز میں شامل ہوجایا کرتے تھے مگر لمبی نماز اور طویل سجدوں کی وجہ سے جو نہایت خشوع وخضوع سے ادا ہوتے تھے ہم بچے تھک کر بیت کے باہر چلے جاتے اور کچھ دیر کھیل کے بعد پھر آ نماز میں شامل ہوجاتے۔یہ اتنا رقت آمیز نظارہ ہوتا تھا جو آج بھی میرے ذہن پر نقش ہے۔ دعاؤں کی قبولیت ہی کا نتیجہ تھا جو دشمن کے نہایت خطرناک عزائم کے باوجود ہماری جماعت کے کسی فرد کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ہجرت کے بعد سیدنا حضرت مصلح موعود کی شفقت کا نتیجہ تھا کہ جب ہماری جماعت رائے ونڈ ضلع لاہور پہنچی تو حضور کا اس جماعت کو حکم ملا کہ ہم لوگ احمد نگر ضلع جھنگ کے قصبہ میں آباد ہوں۔ہم اکتوبر/نومبر 1947ء کو احمد نگر میں آباد ہوئے اور ربوہ کی بنیاد سیدنا حضرت مصلح موعود نے 20 ستمبر 1948ء کو رکھی۔ اس طرح محض حضور کی شفقت کی وجہ سے ہمیں خلافت اور ربوہ کا قرب نصیب ہوا۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ چوہدری عبدالقدیر صاحب مرحوم کو اپنے فضل سے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے بچوں اور عزیز واقارب کا حافظ وناصر ہو۔آمین

❁......❁......❁

الف۔حفیظ

ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھیں

صفائی کا مضمون بہت ہی وسیع ہے اور یہ ایمان کا جز بھی ہے اس پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ بہت سی باتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس کی بنا پر انسان کی شخصیت، وقار اور نکھار پر منفی اثر پڑتا ہے اور اگر وہ ایسی عام سی باتوں پر عمل پیرا ہوں تو ان کی شخصیت کا مثبت اثر ان کے ہم نشینوں پر پڑنے لگتا ہے۔ جس سے عزت و احترام کے جذبات دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔

صفائی کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے اس کی وسعت اور اہمیت کے پیش نظر جتنی بات کی جائے کم ہے دین حق میں صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ پاکیزگی اور صفائی کے لئے عربی میں طہارت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اور دوسری روحانی۔ طہارت و پاکیزگی کی اس قدر اہمیت ہے کہ فقہ کی کتابوں میں سب سے پہلے اسی پر بحث ہوتی ہے۔ کیونکہ جب تک جسم اور لباس پاک نہ ہوں عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

کہ جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے تو اس سے کلیۃً الگ رہ۔ (المدثر)

اسی طرح سورۃ التوبہ میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اور اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(توبہ:108)

یعنی خدا تعالیٰ ہمیں پاک رہنے کا حکم دیتا ہے اور اس کی اس قدر اہمیت بیان کرتا ہے کہ اس کے بغیر عبادات کی قبولیت کا تصور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

رسول پاکؐ طہارت اور پاکیزگی کی بہترین مثال تھے اور آپؐ نے اپنی امت کو بھی طہارت و صفائی کی بہت تاکید فرمائی آپ فرماتے تھے۔ طہارت ایمان کا حصہ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ دین کی بنیاد نظافت اور پاکیزگی پر ہے۔ چنانچہ روزانہ پانچ وقت نماز کے لئے بدن، کپڑے اور جگہ کے پاک ہونے کی شرط بیان کر کے عبادات کی بنیاد پاکیزگی اور طہارت کو قرار دے دیا۔ صفائی کے مختلف پہلو ہیں۔ مثلاً انفرادی صفائی اور اجتماعی صفائی۔ انفرادی صفائی کے پہلو کو لیا جائے تو سب سے پہلے جسمانی صفائی کا خیال ذہن میں آتا ہے کہ اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف ستھرا اور پاک رکھا جائے۔

نبی پاکؐ فرمایا کرتے تھے کہ خوشبو لگانا اور مسواک کرنا انبیاء کی سنت ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے وہ ان ستر نمازوں سے بہتر ہے جو مسواک کئے بغیر پڑھی جائیں۔ طہارت جسمانی اور روحانی ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اس لئے جہاں نبی پاکؐ نے خلوص نیت پابندی عبادت اور ادائے حقوق کی تعلیم دی وہاں وضو اور غسل کے مسائل، ناخن تراشنے، بال منڈوانے، بال کتروانے کے احکام، لباس اور مکان کی صفائی، خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کے فوائد بھی ذہن نشین کروائے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

جب مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو پانی یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کی وہ تمام بدیاں دھل جاتی ہیں جن کا ارتکاب اس کی آنکھوں نے کیا ہو۔ پھر جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کی وہ تمام غلطیاں دھل جاتی ہیں جو اس کے دونوں ہاتھوں نے کی ہوں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کی وہ تمام غلطیاں پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ دھل جاتی ہیں جس کا اس کے پاؤں نے ارتکاب کیا ہو یہاں تک کہ وہ تمام گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔

پس جب تک بیرونی صفائی نہ کی جائے اندرونی خیال کبھی پاک نہیں ہو سکتے اور جس قدر انسان کو گندا رہنے کی عادت پڑ جائے اتنے ہی اس کے خیالات میں گندگی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے جو ہر دو طرح سے معاشرے میں گندگی پھیلانے کا موجب بنتے ہیں۔ ایک تو اپنے خیالات کے ذریعے سے کیونکہ شیطان ہمیشہ گندے لوگوں پر وار کرتا ہے اور کامیاب رہتا ہے اور دوسرا معاشرے میں موجود دوسرے لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بن رہا ہوتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کے منہ سے اکثر بو آرہی ہوتی ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے تکلیف پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف دانت گندے ہونے کی وجہ سے جو بھی کھاتے ہیں جسم میں بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہوتے ہیں۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مسواک کی میں تمہیں بہت تاکید کرتا ہوں پھر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میری امت پر گراں اور اس کے لئے مشکل کا باعث نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ہر نماز سے پہلے مسواک کر لیا کرو۔

بیت سی بیماریاں صرف صاف ستھرا نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں تو ان بیماریوں پر اتنا خرچ کیا جاسکتا ہے اور بیماری کی تکلیف بھی برداشت کی جاسکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ صاف ستھرا اور پاکیزہ رہنے میں سستی پیدا ہو جائے۔

پھر انسان کو جہاں جسمانی صفائی کی تاکید کی گئی وہاں اس جگہ کی صفائی کی بھی تاکید کی گئی جہاں انہوں نے بودو باش اختیار کی ہو۔ جہاں پر دن رات گزرتے نہیں۔ کیونکہ انسان اپنے رہن سہن اور طور طریقے سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے گھر کی صفائی بہت ضروری ہے اور اگر گھر صاف نہیں ہوگا تو ہم اپنی جسمانی صفائی بھی قائم نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ ماحول کا انسان پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

گھر میں صفائی کی سب سے زیادہ ضرورت کچن میں ہوتی ہے جہاں پر دن میں تین مرتبہ کھانا تیار ہوتا ہے۔ صاف ستھرا کچن ہر خاتون کی پہلی ترجیح ہوتا ہے اور اسی کا انحصار گھر بھر کی صحت پر بھی ہوتا ہے کیونکہ گندگی اور کھانے پینے والی چیزوں کی مناسب صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بھی بہت سی بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہوتا ہے پھر صاف ستھرا کچن سگھڑ خاتون کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

اپنے کپڑے صاف رکھو بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص339)

پھر خدا تعالیٰ مطہر لوگوں کو پسند کرتا ہے اور ان لوگوں کی عبادات کو قبولیت کا درجہ دیتا ہے جو مطہر ہوں تو ایسا کس طرح ممکن ہے کہ وہ جگہ جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں پاک صاف نہ ہو اس لئے بیوت الذکر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے جائیں گے اچھے بھی برے بھی اس کے اچھے اعمال میں یہ نیک عمل بھی نظر آیا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے اس کے برے اعمال میں یہ عمل بھی نظر آیا کہ کوئی شخص مسجد میں تھوکے اور اسے لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہ کرے یعنی مسجد کو گندا کرے۔

بیوت الذکر کی صفائی اور خوبصورتی پر توجہ دی جانی چاہئے نہ صرف بیت الذکر میں صفائی کا خاص اہتمام کرنا چاہئے بلکہ بیت الذکر کی خوبصورتی کے لئے پھولوں کیاریوں اور سبزے پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔ غرض کہ جب آدمی بیت الذکر کے اندر جائے تو انتہائی صفائی کا احساس ہونا چاہئے کہ ایسی جگہ آگیا ہوں جو دوسری جگہوں سے مختلف اور منفرد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی تحریک کرتے رہتے تھے کہ خاص طور پر اجتماعات کے دنوں میں جب اکٹھے ہو رہے ہوں بیوت الذکر کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے اور ان میں خوشبو جلایا کریں تاکہ ہوا صاف ہو جائے اور پھر روایت میں آتا ہے کہ آپ ہمیشہ تحریک کرتے رہتے تھے کہ اجتماع کے موقع پر بدبودار چیزیں کھا کر بیت الذکر میں نہ آیا کریں جب نمازوں کے لئے بیوت الذکر میں آئیں تو پیاز اور لہسن وغیرہ ایسی چیزیں کھا کر نہ آئیں۔ اسی طرح بعض کئی دنوں کی گندی جرابیں ہوتی ہیں وہ بھی پہن کر نہیں جانا چاہئے۔

اسی طرح جماعتی عمارات ہیں ان میں بھی اکثر اجتماعات اور جماعتی میٹنگز کی جارہی ہوتی ہیں ان کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ ان جگہوں پر گند ڈالنے سے پرہیز کریں۔ پھر عمارت کے ماحول کو صاف رکھنے کے لئے باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہئے اور اگر لجنہ کی عمارت کا اندر کا حصہ ہے تو ان کو صفائی میں خود بھی حصہ لینا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک شخص کو بہشت میں ایک نیکی کے عوض سیر کرتے دیکھا کہ راستے سے کانٹوں والی ٹہنی کو ہٹا دیا یا درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی کی اور اس کو بخش دیا اور جنت میں جگہ دی۔

(مسلم کتاب البر باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق)

اس حدیث کے مطابق اگر ماحول کی صفائی کی بات کی جائے تو یہ بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے جتنی کہ ہماری اپنی صفائی۔ Public Places کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھا جانا چاہئے۔ آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین کے دور میں ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ شجر کاری کو معاشرے کا باقاعدہ حصہ بنایا گیا جانوروں کو گلیوں بازاروں میں کھلا چھوڑنے کے خلاف تعلیم دی گئی گھروں کا گند دروازے کے باہر پھینکنے کو انتہائی ناپسندیدہ فعل سمجھا جاتا تھا۔ صفائی کو ماحول اور معاشرے میں قائم کرنے اور رکھنے کا سلسلہ جاری رہا اور قرطبہ کی حکومت نے 785ء میں سیوریج سسٹم بنایا اور اموی دور میں قرطبہ شہر میں پبلک ٹوائلٹس شروع ہوئیں اور پھر عباسی خلفاء کے دور میں بغداد سے لے کر سمرقند تک درخت کاٹنے اور سڑکوں پر گند پھیلانے کی سزا دس کوڑے مقرر کی گئی اور ایسے مجرم کو سزا کے بعد شہر میں 100 درخت بھی لگانے پڑتے اور دس دن

تک سڑک پر جھاڑو بھی لگانی پڑتی۔ امیر تیمور کے دور میں سمرقند دنیا کا صاف ترین شہر تھا پھر یورپ جاگا اور اس نے محسوس کیا کہ ترقی اور صفائی کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور یورپ نے فلسفہ صفائی کو قانون کا حصہ بنایا اور آج وہ صفائی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

اب بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گھر کی صفائی کا خیال تو رکھا جاتا ہے لیکن جھاڑ پونچھ کر گند یا تو گلیوں میں پھینک دیا جاتا ہے یا اپنی سہولت کے لئے سڑک کنارے Dust Bin میں پھینکنے کی بجائے اس کے اردگرد پھینک دیا جاتا ہے۔ جس سے تعفن پھیلتا ہے۔ پھر گھر کا گند گلی میں کھول دیا جاتا ہے جو راستوں میں آ کر گزرنے والوں کے لئے مشکل پیدا کرتا ہے۔ اس پانی میں اکثر دیگر گند کے ساتھ پلاسٹک کے لفافے بھی آ جاتے ہیں جو گندگی میں ایک خاص قسم کا اضافہ کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا ہونے والی گندگی کی صفائی کا خاص بندوبست کیا ہوا ہے۔ یہ گند یا تو دوسری مخلوق کے لئے غذا بن رہا ہوتا ہے یا زمین کا حصہ بن کر گل سڑ جاتا ہے مگر پلاسٹک ایک ایسی ایجاد ہے جس پر کوئی مخلوق بھی انحصار نہیں کرتی اور یہ نہ تو کسی مخلوق کی غذا بنتا ہے اور نہ ہی زمین کا حصہ اور ڈھیر بنتا رہتا ہے اور 100 بلکہ 200 سال گزرنے کے بعد بھی جوں کا توں رہتا ہے اور گند میں اضافہ کا موجب بنتا ہے۔

1970ء سے قبل یہ بیگ بہت کم دیکھنے میں آتا تھا۔ آہستہ آہستہ اب یہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ جہاں کہیں بھی کھڑے ہو کر ارد گرد دیکھیں ہر طرف یہ بکھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جو ہر سال کروڑوں روپے کی لاگت سے تیار ہونے والے سیوریج نظام میں پھنس کر اس کو خراب کر دیتا ہے۔ پولی تھین میں دودھ، دہی، لسی، گھی، سالن، سرکہ، اچار، مربہ یا دیگر اشیاء خوردنی ڈال کر کھانا یقیناً کینسر جیسے موذی امراض کو جنم دیتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان پلاسٹک بیگز کو استعمال کے بعد باہر نہ پھینکیں یا نالیوں کی نظر نہ کریں انہیں یا تو تلف کر دیں یا اگر تلف کرنے میں مشکل ہو تو مناسب ذرائع سے اس کو شہر کے کوڑا دان کے سپرد کر دیں اور کوشش کریں کہ ان شاپنگ بیگز کا استعمال کم سے کم کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتے ہیں:۔

اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں تا کہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص170)

اول تو راستہ میں کھانا اچھی بات نہیں تاہم یورپ میں یہ بہت اچھا طریقہ رائج ہے کہ لوگ چلتے چلتے کھاتے جاتے ہیں اور چھلکوں یا ریپر اور کاغذات کو ایک لفافہ میں رکھتے چلے جاتے ہیں اور وہ لفافہ بعض اوقات میلوں ان کے ساتھ سفر کرتا ہے اور جب Dust Bin دیکھتے ہیں اس میں ڈال دیتے ہیں اگر ایسا ہی طریقہ ہم چھوٹے بڑے استعمال کریں تو گندگی میں کمی آ سکتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

اب آپ اپنے ماحول میں دیکھیں کہ کتنے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جانتے سمجھتے اور پھر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور اس گندے ماحول میں ہمارے بہت سے احمدی خدام بھی ایسے ہوں گے جن کو یہ خیال نہیں آتا ہوگا کہ سڑک پر کوئی تکلیف دہ چیز نہ پھینکیں۔ اول تو سڑک پر کھانا پسندیدہ نہیں۔ لیکن اگر کہیں ضرورت پڑ جائے (بعض دفعہ مسافروں کو سڑکوں کے کنارے پر کھانے کی جائز ضرورت پڑ جاتی ہے) تو وہ تربوز کھائیں گے تو اس کے چھلکے وہیں سڑک پر پھینک دیں گے آم کھائیں گے تو اس کی گٹھلیاں وغیرہ وہیں سڑک پر پھینک دیں گے کیلا کھائیں گے تو اس کے چھلکے وہیں سڑک پر پھینک دیں گے اور بعض دفعہ آٹھ دس منٹ کے بعد کوئی بچہ دوڑتا ہوا وہاں سے گزرے اور کیلے کے چھلکے یا آم کی گٹھلی یا تربوز کے چھلکے پر سے پاؤں پھسلے اور گرے اور اس کی ہڈی ٹوٹ جائے تو ایسے شخص نے اس سڑک کی خدمت نہیں کی نیز اس نے بنی نوع انسان میں سے کسی کو تکلیف پہنچانے کا امکان پیدا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایسے لوگوں کو اپنے فضل سے بچا بھی لیتا ہے لیکن اگر کسی ایک شخص کو بھی اس کی وجہ سے دکھ پہنچا تو اپنے رب سے وہ کیا کہے گا کہ میں نے دعویٰ تو کیا تھا کہ میں تیرا خادم ہوں لیکن میں نے خدمت کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا پھر جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اس نے ہمیں ہر مخلوق کا خادم بنا دیا لیکن چونکہ ہر چیز کو اس نے انسان کے لئے یعنی اس کے فائدہ کے لئے اس کے آرام کے لئے اور اس کی قوتوں کی نشوونما کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ اپنے رب کی رضا زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے اس لئے سب سے بڑا خادم اس نے ہمیں انسان کا بنایا ہے جتنے احکام ہمیں قرآن کریم کی تعلیم میں اور نبی کریم کے اسوہ اور ارشادات میں نظر آتے ہیں ان سب کا تعلق بالواسطہ یا بلا واسطہ بنی نوع انسان کی خدمت سے ہے۔

(مشعل راہ جلد دوم ص 132,131)

ایک اور گندی عادت جو ہمارے معاشرے کا حصہ ہے وہ جگہ جگہ پر تھوک پھینکنا ہے یہ نہایت ہی غلیظ حرکت ہے اور گزرنے والوں کے لئے کراہت کا موجب ہوتی ہے اس سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سڑک یا فٹ پاتھ پر تھوک دیتے ہیں جو بڑا کراہت والا منظر ہوتا ہے تو اگر ایسی کوئی ضرورت ہو بھی تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ ایک طرف ہو کر کنارے پر ایسی جگہ تھوکیں جہاں کسی کی بھی نظر نہ پڑے۔ (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص171)

پس ہمیں چاہئے کہ ہم ہر صورت صفائی کو رواج دیں اور گندگی کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ صفائی کے حوالہ میں فرماتے ہیں:۔

اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیں کہ صفائی کو ہر صورت میں آپ نے قائم رکھنا ہے۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص42)

صفائی کو ہم دو طریقوں سے رائج کر سکتے ہیں ایک تو شہر کی صفائی کے لئے باقاعدہ وقار عمل کئے جاتے ہیں اور دوسرا ہمیں خود گند ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اپنے وطن اور شہر کی خوبصورتی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے پھولوں اور پودوں سے بھی مدد لیں یہ پھول اور پودے نہ صرف ہماری صحت کے لئے بہت مفید ہیں بلکہ یہ بہت اچھا تاثر بھی قائم کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

جو پودے آپ نے لگائے ہیں ان کی حفاظت کریں اور مزید پودے لگائیں، درخت لگائیں پھولوں کی کیاریاں بنائیں اور ربوہ کو اس طرح سرسبز اور Lush Green (شاداب) کر دیں جس طرح حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر عمل کریں۔ ایک تو یہ کہ ربوہ کے ماحول کو سرسبز کریں گے تو ماحول پر ایک خوشگوار اثر ہوگا۔ عمومی طور پر لوگوں کی توجہ ہوگی اور ایک نمونہ نظر آئے گا۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص65)

پس چاہئے کہ ان تمام چھوٹی چھوٹی باتوں کو مدنظر رکھا جائے تا کہ ہم خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بندے بن جائیں۔ آمین

مختلف علوم کے ماہر تیار کرنے کی سکیم

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

میری سکیم یہ ہے کہ اپنی جماعت کے مختلف افراد کو مختلف علوم کا ماہر بنایا جائے اور بیرونی ممالک میں بھیج کر انہیں اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنے علوم کو بڑھائیں تا جس وقت وہ واپس آئیں تو لوگوں پر ان کی علمی قابلیت کا اثر ہو۔ ابھی گزشتہ دنوں مولوی محمد سلیم صاحب اور مولوی ابو العطاء صاحب کے مدرسہ میں لیکچر ہوئے ہیں اور بڑے کامیاب ہوئے ہیں مگر یہ لیکچر اس لئے کامیاب نہیں ہوئے کہ یہ احمدی (مربی) تھے بلکہ اس لئے کامیاب ہوئے ہیں کہ مولوی محمد سلیم صاحب ابھی شام سے آئے تھے اور انہوں نے فلسطین کے حالات بیان کئے تھے۔ اور مولوی ابو العطاء صاحب بھی کچھ عرصہ وہاں رہ چکے تھے اور طبعاً لوگوں کو یہ اشتیاق ہوتا ہے کہ وہ غیر ملک سے آئے ہوئے شخص کو دیکھیں اور اس کی باتیں سنیں۔ پس ان کا بیرونی ملکوں کا قیام ان کی مقبولیت کا موجب ہوا اور ساتھ ہی سلسلہ کے (دعوت الی اللہ کے) میدان کو وسیع کرنے کا موجب ہوا۔ پس میرا منشاء یہ ہے کہ اپنی جماعت کے بعض افراد کو غیر ممالک میں تحصیل علم کے لئے بھیجا جائے مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ان کو بھیجتے وقت ہمارا دل نہ دھڑکے کہ خبر نہیں اب ان کی قیمت ڈیڑھ سو بنتی ہے یا اڑھائی سو بنتی ہے مگر جب ہمیں یقین ہو کہ ان کی قیمت پندرہ روپے ہی رہے گی تو ہم انہیں کہیں گے جاؤ اور دُنیوی علوم میں خواہ افلاطون بھی بن جاؤ یا دینی علوم میں عبدالرحمٰن بن جوزی یا سیوطی بن جاؤ، ہم تمہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تمہیں باوجود افلاطون یا عبدالرحمٰن بن جوزی یا سیوطی بن جانے کے پندرہ روپے ہی ملیں گے اس سے زیادہ نہیں۔ ایسے آدمی اگر ہمیں میسر آ جائیں تو ہمیں ان کو غیر ممالک میں بھیجنے میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کو علم کی صورت میں نفع مل جائے گا اور ہمیں ایک قابل آدمی کی صورت میں نفع مل جائے گا۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص346)

بابرکت نعتیہ مشاعرہ

(زیراہتمام مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو مورخہ 22/اپریل 2013ء کو بعد نماز عصر شام ساڑھے پانچ بجے ایوان ناصر میں ایک نعتیہ مشاعرہ کے انعقاد کی توفیق حاصل ہوئی۔ مجلس کی صدارت مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم لئیق احمد عابد صاحب نے سرانجام دیئے۔

تلاوت قرآن کریم سے آغاز کے بعد حضرت مسیح موعود کا نعتیہ فارسی کلام مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب نے پڑھا۔ سٹیج سیکرٹری نے مندرجہ ذیل اشعار سے اس مشاعرہ کا آغاز کیا۔

سر بزم تیرا ہی ذکر ہے تیرا ذکر سب میں ہے مشترک
ہے جفاؤں کا ہے وفاؤں کا تیرا ذکر کتنا عجیب ہے
جو چلا تو حد خیال سے میں بہت ہی دور نکل گیا
جو پلٹ کے دیکھا تو ہم نفس میرے پاس ہے تو قریب ہے

بعد ازاں مندرجہ ذیل شعراء کرام نے اپنا کلام بحضور سرور کائنات ﷺ پیش کیا۔ بعض چنیدہ اشعار پیش ہیں۔

☆مکرم میر انجم پرویز صاحب:

اے مجسم کرم، اے رسالت مآبؐ
تیری رحمت ہے بے پایاں و بے حساب
سب جہانوں پہ تیرے کرم کے سحاب
تجھ سے ہر ذرۂ زندگی فیضیاب

☆مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب:

وہ نبیوں میں اکمل تریں ہے یقیناً
وہی سب سے روشن جبیں ہے یقیناً
نبی ہے وہ نبیوں کا سردار بھی ہے
نبوت کا روشن نگیں ہے یقیناً

☆مکرم نسیم چوہدری صاحب:

شاہا! میں وجہ خلق سماء و زمیں لکھوں
اکمل صفات تجھ کو میں کیا کیا نہیں لکھوں؟
ارض و سماء میں زندگی بھی تیرے دم سے ہے
تجھ کو میں کائنات کا مسند نشین لکھوں

☆مکرم انور ندیم علوی صاحب:

برتر گمان و وہم سے عظمت رسولؐ کی
دونوں جہاں میں چھائی ہے رحمت رسولؐ کی
پر جبرائیل کے بھی جہاں پہنچ کر جلیں
انساں تو کیا فرشتے بھی صل علیٰ کہیں

☆مکرم قریشی عبدالصمد صاحب:

دہر میں حسن محمدؐ سے فضائیں مہکیں
اس زمیں تابہ فلک ساری ضیائیں مہکیں
ان کے آنے سے کھلے پھول بیابانوں میں
ان کے آنے سے زمانے کی ہوائیں مہکیں

☆مکرم فرید احمد ناصر صاحب:

خانۂ دل میں عقیدت سی دہک اٹھتی ہے
اس کے دیدار سے ہر سانس چہک اٹھتی ہے
میں بھی منسوب اسی شہر سے ہوتا ہوں فرید
جس کے کوچوں سے خلافت کی مہک اٹھتی ہے

☆مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ:

مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا کلام مکرم صغیر احمد صاحب نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔

وہ جو احمدؐ بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے
وہ مؤید بھی ہے اور مؤیَّد بھی ہے
وہ جو واحد نہیں ہے پہ واحد بھی ہے
اک اسی کو تو حاصل ہوا یہ مقام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

☆مکرم عبدالسلام صاحب:

منتظر جس کے تھے سب جود و کرم کے واسطے
وہ عرب کا ناز، وہ رحمت عجم کے واسطے
آ گیا جس دم وہ تکمیل حرم کے واسطے
باندھ کے بستر چلا شیطاں عدم کے واسطے

☆مکرم لئیق احمد عابد صاحب:

عکس شمس و قمر، نور افلاک کا
رنگ، خوشبو، دھنک، جلوہ لولاک کا
یہ زمیں آسماں ہے، کرم آپ کا
کہکشاں بھی تو ہے، نقش پا آپ کا
مرحبا مرحبا خاتم الانبیاء

آخر پر جناب پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب صدر مجلس نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔ جس کے چند اشعار پیش ہیں۔

ہر ایک صاحب عرفاں کی ذات کا قبلہ
ترا وجود ہے ساری صفات کا قبلہ
خدا نما بھی تھی اور باخدا بھی تھی
تھی ہو قائم و دائم نجات کا قبلہ
تو دو جہاں کے لئے رحمت مجسم ہے
تو اس جہت سے بھی ہے شش جہات کا قبلہ

....

خدا کے بعد تو ہی سب سے ارجمند آقا
ہر ایک مقام کی رفعت سے تو بلند آقا
جو آج ہیں، جو کبھی تھے، جو آئندہ ہوں گے
کسی کا دل نہ یہاں تجھ سا درد مند آقا

محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے تمام مہمانان، شعراء کرام اور صدر مجلس کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی کلمات سے نوازا۔

اس نعتیہ مجلس مشاعرہ کے آخر پر صدر مجلس نے دعا کروائی اور اس طرح یہ بابرکت نعتیہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ دوران مشاعرہ شرکاء کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی جاتی رہی۔ حاضرین کی کثیر تعداد کی وجہ سے ایوان ناصر کے بالائی اور زیریں دونوں ہال بھر گئے۔ کلوز سرکٹ ٹی وی کے ذریعہ زیریں ہال میں تشریف فرما حاضرین نے استفادہ کیا۔ پروگرام کے اختتام پر شعراء کرام کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

کامیابی

❁ مکرم کاشف عمران صاحب مربی سلسلہ وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے اسید علی نے امسال 2013ء پنجاب ایگزیمینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے کلاس پنجم کے امتحانات منعقدہ یکم تا 6 فروری 2013ء میں ربوہ سے شامل ہونے والے 1035 امیدواروں میں 527/600 نمبر حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزم اسید علی ہیون ہاؤس پبلک سکول میں زیر تعلیم ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی ذہنی اور قلبی صلاحیتوں میں برکت ڈالے اور عزیزم کو دین کا خادم بنائے۔ آمین

درخواست دعا

❁ مکرم نعیم اللہ سعادت صاحب کارکن مدرسۃ الحفظ ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم عبیداللہ صاحب مرحوم دارالنصر غربی اقبال ربوہ شدید علیل ہیں۔ ایک ہفتہ سی سی یو فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہ کر گھر آ گئی ہیں کمزوری زیادہ ہے احباب سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنا فضل فرماتے ہوئے ہماری والدہ محترمہ کو کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین

شکریہ احباب

❁ مکرم محمد انوار الحق صاحب لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم ٹھیکیدار محمد یوسف صاحب ساکن راہوالی ضلع گوجرانوالہ کی اہلیہ محترمہ یاسمین یوسف صاحبہ کی وفات پر دور ونزدیک سے بکثرت احمدی مردوزن نے بذریعہ ٹیلی فون اور خطوط اظہار تعزیت کیا اور ہم سب گھر والوں کی ڈھارس بندھائی۔ بذریعہ الفضل تمام افراد جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے نیز احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور خادم احمدیت بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

❁ مکرم حافظ جواد احمد بٹ صاحب استاد مدرسۃ الحفظ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی پھوپھو مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر اقبال لون صاحب آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ چھ ماہ جگر کے کینسر میں مبتلا رہنے کے بعد مورخہ 25۔ اپریل 2013ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اسی دن ان کی نماز جنازہ رات ساڑھے دس بجے مکرم شمشاد علی گوندل صاحب مربی سلسلہ نے احمدیہ قبرستان چونڈہ میں پڑھائی تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کروائی۔ مرحومہ صابرہ، شاکرہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور مہمان نواز تھیں۔ ہر ایک سے پیار ومحبت کا سلوک کرنے والی تھیں۔ بیماری کا عرصہ صبر وہمت سے برداشت کیا۔ خلافت سے والہانہ تعلق تھا۔ اپنے پیچھے سوگواران میں خاوند دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹی شادی شدہ ہے اور جرمنی میں مقیم ہیں۔ باقی بچے غیر شادی شدہ ہیں۔ مرحومہ حضرت میاں حبیب دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی، حضرت میاں شہاب الدین صاحب سیکھواں رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی اور مکرم محمد ابراہیم لون صاحب وہاڑی کی بہو تھیں۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

6 مئی 2013ء

2:20 am	خلافت کے سوسالہ موقع پر بیوت الذکر یو کے پر دورہ جات
3:00 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
4:15 am	سوال و جواب
6:30 am	بستان وقف نو
8:35 am	خطبہ جمعہ 3 مئی 2013ء
9:55 am	لقاء مع العرب 30 جون 1996ء
11:45 am	دورہ حضور انور مغربی افریقہ
1:55 pm	فرنچ ملاقات 23 فروری 1998ء
6:05 pm	خطبہ جمعہ 13 جولائی 2007ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ LIVE
11:25 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

خبریں

ایف آئی اے کے پراسیکیوٹر کا قتل

مشرف کے خلاف بے نظیر قتل کیس میں ایف آئی اے کے پراسیکیوٹر چوہدری ذوالفقار علی ایڈووکیٹ جمعہ کی صبح دہشت گردی کا نشانہ بن گئے۔ ییلو کیب میں سوار مسلح افراد نے انہیں گھر سے صرف ایک فرلانگ دور جی نائن مرکز میں ڈاکخانہ سٹاپ کے قریب گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ بے قابو گاڑی کی زد میں آ کر ایک خاتون بھی ہلاک ہوگئی۔ چوہدری ذوالفقار ممبئی حملہ، حج کرپشن کیس اور پرویز مشرف کے خلاف مقدمے میں سرکاری وکیل کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

اے این پی کا امیدوار کمسن بیٹے سمیت قتل

کراچی میں نامعلوم افراد نے کورنگی کالونی میں فائرنگ کر کے حلقہ این اے 254 سے عوامی نیشنل پارٹی کے امیدوار صادق زمان خٹک کو کمسن بیٹے سمیت قتل کر دیا جبکہ فائرنگ سے دوسرے بیٹے سمیت 5 افراد زخمی ہو گئے۔ جس کے بعد الیکشن کمیشن نے حلقہ این اے 254 میں انتخابات ملتوی کر دیئے۔ صادق زمان خٹک پر اس وقت فائرنگ کی گئی جب وہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد سے باہر آ رہے تھے۔

بھارتی قیدیوں کا پاکستانی قیدی پر وحشیانہ تشدد

مقبوضہ کشمیر کی بھلوال جیل میں بھارتی قیدیوں نے پاکستانی قیدی پر وحشیانہ تشدد کر کے شدید زخمی کر دیا جس کی حالت تشویشناک ہے۔

پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان نے حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ثناء اللہ پر حملہ سربجیت کی موت کا ردعمل لگتا ہے۔ قیدیوں کی حفاظت کرنا بھارتی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

صحافت کا عالمی دن، خطرناک ممالک میں پاکستان کا آٹھواں نمبر

صحافیوں کیلئے خطرناک ترین ممالک میں پاکستان آٹھویں نمبر پر صحافیوں کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں بھی نہیں لایا جاتا جس سے قاتلوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ کولمبیا نے صحافیوں کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں تھوڑی سی پیشرفت کی جبکہ افغانستان، سری لنکا اور میکسیکو اس معاملے میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ تازہ رپورٹ کے مطابق صحافیوں کیلئے خطرناک ترین ممالک کی فہرست میں عراق گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی سرفہرست ہے۔ رپورٹ کے مطابق نائیجیریا اور برازیل پہلی بار ان ممالک کی فہرست میں شامل ہوئے ہیں جہاں صحافیوں پر تشدد کے سب سے زیادہ واقعات ہوتے ہیں اور ان کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں بھی نہیں لایا جاتا۔

فرانس کے سپائیڈر مین نے ستائیس منزلہ عمارت سر کر لی

فرانس کے سپائیڈر مین ایلن روبوٹ نے سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں کیوبا کے دارالحکومت ہوانا کے ستائیس منزلہ مشہور لبرے ہوٹل کو بغیر کسی سپورٹ کے تیس منٹ میں سر کر کے نیا ریکارڈ قائم کر دیا۔ پچاس سالہ ایلن روبوٹ کوالالمپور کے مشہور ٹاور پیٹروناس اور سان فرانسسکو کے گولڈن گیٹ برج سمیت دنیا بھر کی متعدد بلند و بالا عمارتوں کو سر کرنے کا ریکارڈ پہلے بھی قائم کر چکے ہیں۔

ہیمسٹر (Hamster) امریکی چوہا

اکثر لوگ ہیمسٹر ''امریکی چوہے'' کو محض تفریح کیلئے پالتے ہیں یہ شریف جاندار ہے۔ اس کو بڑی آسانی سے سدھایا جاسکتا ہے۔ سنہری ہیمسٹر بارہ سے پندرہ سنٹی میٹر لمبا اور سوتا ڈیڑھ سو گرام وزنی ہوتا ہے۔ ان کا اصل وطن یورپ اور ایشیا ہے اس کا نام ایک جرمن لفظ ہیمسٹر سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ''ذخیرہ اندوز'' ہے کیونکہ جب جنگلی ہوتا ہے تو واقعی ایسا ہوتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے اور لٹکے ہوئے رخسار، اس کی بلیں اور زمین دوز کھویں سب اس کی خوراک سے بھری ہوتی ہیں۔ رخساروں کی بھری ہوئی تھیلیاں اس کے اپنے ٹوٹل وزن کا تقریباً نصف وزن خوراک جمع رکھتی ہیں۔ لیکن جب اس کے رخسار خالی ہوتے ہیں تو وہ ان کو اپنے اگلے پنجوں سے دبا کر اندر کر لیتا ہے۔

ربوہ میں طلوع و غروب 6 مئی

طلوع فجر	3:50
طلوع آفتاب	5:16
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:54

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

FRS RABWAH
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
فیوچر ریس سکول ربوہ
- یورپین طرز تعلیم، کوئی ہوم ورک نہیں۔
- بی ایس سی اور ماسٹرز ٹیچرز کی ضرورت ہے
- نرسری تا پنجم داخلے جاری ہیں۔
نیو کیمپس کا آغاز دارالصدر شمالی
گرلز کیلئے ششم ہفتم کے داخلے جاری ہیں
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون: 047-6213194 موبائل 0332-7057097

FR-10

جنریٹر برائے فروخت
ایک عدد جنریٹر 50KW چالو حالت میں برائے فروخت دستیاب ہے۔
رابطہ: 03368724962

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

فوری فروخت
دو عدد گاڑیاں سوزوکی مہران 2007ء ماڈل GLI 2011ء ماڈل بلیک کلر، 1 عدد اے سی، صوفہ، بیڈ ڈائیننگ ٹیبل، جنریٹر 3.5KV اور گھریلو سامان وغیرہ
رابطہ: 0300-7700144-047-6212932

ایک نام مغل بینکویٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962

W.B
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Waqar Brothers Engineering Works
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

Skylite Institute of Information Technology
Educating People
داخلے جاری ہیں
Spoken English
Android/i Phone Apps Development
Computer Basics
Microsoft Office
Graphics Designing
Web Development
Online Marketing
آج ہی تشریف لائیں اور کورسز کے بارے میں مکمل رہنمائی حاصل کریں۔
4/14. 2nd Floor, Gole Bazar Rabwah, PH: 047-6211002, E-mail: siit@skylite.com